

# تعارف قرآن و حدیث

## تعارف قرآن

### مشقی سوالات

سوال ۱۔ قرآن مجید کے اسماء کون کون سے ہیں؟ پہلی وحی کے نزول کا واقعہ تفصیلاً لکھئے۔

جواب: قرآن مجید کے اسماء:

قرآن مجید کے اسماء کے بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں جن میں سے کتاب البرہان کا بیان بھی ہے کہ قرآن کریم کے پچپن نام ایسے ہیں جو خود آیات قرآنیہ سے ماخوذ ہیں۔ ان میں سے چند اسماء مبارکہ مندرجہ ذیل فہرست میں مذکور ہیں۔

- ۱۔ الکتاب: دنیا کی تمام کتابوں میں کتاب کہلانے کا مستحق قرآن ہی ہے۔
- ۲۔ الفرقان: سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والی۔
- ۳۔ نور: روشنی اور ہدایت دکھانے والی۔
- ۴۔ شفاء: روحانی شفاء اور پیغام صحت۔
- ۵۔ تذکرہ: عبرت و نصیحت کا سامان۔
- ۶۔ العلم: یہ کتاب سراپا علم و معرفت ہے۔

۷۔ البیان : اس کتاب کی ہر تعلیم وضاحت سے پیش کی جاتی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کی چند صفتوں کا بھی بیان فرمایا ہے۔ مثلاً

حکیم: حکمت والا۔

مجید: بزرگ۔

مبارک: بابرکت۔

العزیز: زبردست عزت والا۔

منین: ہدایت۔

کریم: کرامت اور بزرگی والا۔

اس کتاب کی خوبیوں کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ اس کے مضامین و مطالب کی کوئی حد نہیں۔ کوئی شخص بھی جس کے دل میں ہدایت کی سچی تڑپ ہو وہ اپنے فہم کے مطابق اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

پہلی وحی کا نزول:

حضرت محمد ﷺ کی عمر جب چالیس سال کی تھی تو آپ ﷺ پر قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ عمر کے اس حصے میں آپ ﷺ زیادہ تر تنہائی میں رہتے تھے۔ آپ ﷺ عبادت کی خاطر غار حرا میں تشریف لے جاتے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا آنا:

ایک بار جب آپ ﷺ غار میں معروف عبادت تھے تو اچانک جبریل امین غار میں دہانے پر تشریف لائے اور کہا کہ حضرت محمد ﷺ پڑھ، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے پڑھا لکھا نہیں۔ تین بار یہی سوال و جواب ہوتا رہا۔ چوتھی بار جبریل امین نے آپ ﷺ کو پکڑ کر دبایا اور چھوڑ دیا اس کے بعد سورۃ علق کی ابتدائی یہ پانچ آیتیں پڑھیں۔

إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ إِقْرَأْ  
وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ  
يَعْلَمْ ۝ (سورة العلق: ۱ تا ۵)

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانے والا ہے۔ بنایا جو آدمی کو جنمے ہوئے لہو سے،  
پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے، سکھایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا  
تھا۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ کی تسلی:

وحی کی ابتداء آپ ﷺ پر بوجھ ثابت ہوئی۔ آپ ﷺ پر کچھ طاری ہو گئی اور  
آپ ﷺ سیدھے اپنے گھر تشریف لے آئے۔ اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کو سارا  
واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ کی اطاعت شعار زوجہ محترمہ نے آپ ﷺ کو ان الفاظ میں تسلی دی۔  
”آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ ہرگز ناکام نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ رشتہ داروں کو باہم  
جوڑتے ہیں۔ آپ ﷺ لوگوں کی مشکلات کا بوجھ برداشت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ فقیروں کو مال  
حطا کرتے ہیں اور مہمان نواز ہیں“  
عملی زندگی کی کامیابی:

حقیقت میں حضرت خدیجہؓ کے یہ الفاظ ہم سب مسلمانوں کے لیے درس کا کام دیتے  
ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی ان خوبیوں کو اختیار کرے تو اسے یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے عملی  
زندگی میں ناکام نہیں کرے گا۔ بلکہ اسے مشکلات سے نجات دے گا۔  
سوال ۲۔ مکی اور مدنی سورتوں کی خصوصیات تحریر کریں۔  
جواب: قرآن پاک کی سورتوں کی خصوصیات:

(الف) مکی سورتوں کی خصوصیات:

حضور اکرم ﷺ کا مکہ میں قیام:

حضور اکرم ﷺ نے مکے میں تیرہ سال گزارے اس دوران آپ ﷺ کو بے حد مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا، کیونکہ اپنے جانے پہچانے لوگ جن سے آپ ﷺ کو امید تھی کہ وہ آپ ﷺ کی دعوت سن کر آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے، بیگانے ہو گئے۔ اہل مکہ کی مخالفت:

انہیں توحید کی دعوت سنا گوارا نہ تھا۔ اس لیے کہ وہ شرک کی بیماری میں مبتلا تھے۔ انہوں نے نہایت سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کی دعوت حق کو نہیں مانیں گے اور آپ ﷺ کی مخالفت، جس قدر ان سے ہو سکے گی کریں گے۔ چنانچہ اس مخالفت میں وہ لوگ آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھاتے۔ آپ ﷺ جب قرآن پڑھتے تو درمیان میں چیختے چلاتے تاکہ لوگ قرآن نہ سنیں۔ جو اللہ کے بندے آپ ﷺ پر ایمان لاتے تھے انہیں مارتے پیٹتے۔ مشکلات و مصائب کا زمانہ:

یہ تیرہ سال کا زمانہ انتہائی مشکلات و مصائب کا زمانہ تھا۔ اس دور میں قرآن کا جو حصہ نازل ہوا اس میں آپ ﷺ کو صبر کی بھی تلقین کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی توحید و رسالت اور آخرت کے مضامین بھی بیان کیے گئے ہیں۔

حضور ﷺ کو ہجرت کا حکم:

مکہ میں تیرہ سال گزارنے کے بعد آپ ﷺ کو مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا حکم

(ب) مدنی سورتوں کی خصوصیات:

حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری:

ہجرت کے بعد آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو صورتِ حال مختلف تھی۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل ہی آپ ﷺ کی دعوت حق یہاں پہنچ گئی تھی اور مدینے کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔

اسلامی ریاست کا قیام:

ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کی ایک مختصر جماعت آپ ﷺ کی رہنمائی میں مکے سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچی تو آپ ﷺ نے مہاجرین و انصار کی مدد سے ایک اسلامی ریاست قائم فرمائی۔

جہاد کی فرضیت:

اس دوران نئی نئی ضروریات کے پیش نظر جو سورتیں اور آیتیں نازل ہوئیں ان میں معاشرتی، معاشی، سیاسی قسم کے مسائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت، عدل و احسان کا حکم، تجارت میں لین دین کے احکام اور جہاد کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔ عبادات میں روزہ، زکوٰۃ اور حج بھی فرض ہوا۔

حضور ﷺ کا مدینہ میں قیام:

حضور ﷺ نے مدینہ میں دس سال گزارے۔ اس دوران میں مختلف موقعوں پر قرآن مجید کی آیتیں اور سورتیں نازل ہوتی رہیں۔

سب سے پہلی لڑائی:

اسی زمانے میں مسلمانوں کی کفار سے لڑائیاں بھی ہوئیں۔ سب سے پہلے جو لڑائی کفار سے ہوئی، اسے غزوہ بدر کہتے ہیں۔ سب سے آخر میں غزوہ تبوک واقع ہوا۔

سوال ۳۔ حجۃ الوداع کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: حجۃ الوداع:

حضور ﷺ نے دس ہجری میں آخری حج ادا کیا۔ جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ گذشتہ تیس (۲۳) سال کی مدت میں آپ ﷺ کی بعثت کا کام مکمل ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں دین و شریعت کی تکمیل ہو گئی۔ آپ ﷺ نے عملاً ایک اسلامی ریاست قائم کر کے مسلمانوں کی رہنمائی کا حق ادا کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس آخری حج کے دوران میدانِ عرفات میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو نہایت ضروری احکام اور نصیحتوں پر مشتمل ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کی بہت بڑی تعداد کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ آگاہ رہو کیا میں نے دین کے احکام پہنچا دیئے؟ سب نے جواباً عرض کیا۔

قَالُوا نَعَمْ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَذِيتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ

ترجمہ: وہ بولے ہاں حضور ﷺ آپ ﷺ نے پیغام دیا، امانت ادا کر دی اور امت کو نصیحت فرمادی۔

دین مکمل ہونے کا اعلان:

آپ ﷺ کا یہ خطبہ ظاہر کر رہا تھا کہ اب آپ ﷺ اپنا کام مکمل کر کے دنیا کو چھوڑنے والے ہیں۔ اسی خاطر آپ ﷺ نے اتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کو آخری بار خطاب فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی جس میں دین کے مکمل ہونے کا اعلان تھا۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ

الْإِسْلَامَ دِينًا (سورة المائدة: ۳)

ترجمہ: آج میں پورا کر چکا تمہارے لیے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔

حضور ﷺ کا دنیا سے رحلت فرمانا:

اس آیت کے نازل ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے

گئے۔

حضور ﷺ کی امت کو وصیت:

رحلت سے قبل آپ ﷺ نے امت کو قرآن مجید کے بارے میں خصوصی وصیت فرمائی کہ اسے میں تمہارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اسے مضبوطی سے پکڑنا۔ اس لحاظ سے ہم سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس آخری کتاب کے احترام کے ساتھ ساتھ اس کی ہدایات پر بھی عمل کریں۔

سوال ۴۔ مختصر نوٹ لکھیں۔

(الف) قرآن مجید کی حفاظت (ب) قرآن مجید کی ترتیب۔

جواب: (الف)۔ قرآن مجید کی حفاظت:

قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ① (سورۃ الحجر: ۹)

ترجمہ: ہم نے خود اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

تشریح: قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود ہی وعدہ

فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود اس کتاب کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے۔

اور ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ اس آیت میں تین باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔

معمولی درجہ کی کتاب نہیں:

اول یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔ یعنی معمولی درجہ کی کتاب نہیں، بلکہ سب سے

بلند و بالا ہستی نے، جو تمام قوتوں کا مالک ہے، انسانوں کی راہنمائی کے لیے اسے نازل فرمایا ہے۔

کتاب ذکر:

دوم یہ کتاب ذکر ہے۔ ذکر کے معنی نصیحت کے ہیں۔ یعنی یہ کتاب لوگوں کی نصیحت اور بھلائی کی خاطر نازل کی گئی ہے۔

حفاظت کا ذمہ:

تیسری بات یہ ارشاد فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے۔ یعنی اس کتاب کو قطع و برید اور تحریف سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ برخلاف دوسری آسمانی کتابوں کے کہ وہ تحریف کے عمل سے بچ نہیں سکیں۔

قرآن کی شان:

یہ حقیقت ہے کہ قرآن جس شان سے اتر ا ہے بغیر کسی تبدیلی کے اب بھی اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔ اگرچہ اس کے نازل ہونے کے بعد سے اس وقت تک بڑی مدت گزر چکی ہے۔

فصاحت و بلاغت:

اس کی زبان، فصاحت و بلاغت اور اصول احکام اپنی جگہ قائم ہیں۔ مزید یہ کہ زمانہ کتنا ہی گزر جائے اور تقاضے اور ضروریات کتنی ہی بدل جائیں لیکن قرآن ہر زمانے کی ضرورت کے ساتھ ساتھ انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔

حفاظت قرآن:

سلطنتیں اور حکومتیں قرآن کو دبانے کی کتنی ہی کوششیں کریں اسکی آواز دب نہیں سکتی غرضیکہ حفاظت قرآن کا وعدہ الہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقے سے پورا ہو کر رہا کہ اس کے مقابل بڑے بڑے مخالفوں کے سر نیچے ہو کر رہے۔ اپنے تو اپنے رہے، غیروں نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

لَا تُحْزِنُكَ بِهِ لِسَانُكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۚ فَإِذَا

قُرْآنُهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۚ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۚ (سُورَةُ الْقِيَمَةِ: ١٧-١٩)

ترجمہ: اس وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو اس کو یاد کرا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ لہذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں اس وقت آپ اس کی قرات کو غور سے سنتے رہیں پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

قرآن کو محفوظ کرنے کا عمل:

خود حضرت محمد ﷺ نے اس کو یاد کرنے اور لکھنے کا اہتمام فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہؓ کی بڑی تعداد حافظ قرآن تھی۔ اس کے علاوہ قرآن مجید پتھر کی سلوں، کھجور کے پتوں، اونٹ کے شانہ کی ہڈی پر مختلف اجزاء کی صورت میں لکھا ہوا موجود تھا۔

(ب)۔ قرآن مجید کی ترتیب:

قرآن مجید کی موجودہ ترتیب تو قینی ہے۔ یعنی خود حضرت محمد ﷺ نے حکم الہی کے مطابق اس کی ترتیب کا اہتمام فرمایا۔ جب کوئی سورت نازل ہوتی تو آپ ﷺ خود کاتبان وحی سے فرمایا کرتے تھے کہ اس صورت کو فلاں فلاں سورت کے شروع یا آخر میں درج کر دو۔ اور کبھی آیات نازل ہوتیں تو آپ ﷺ خود فرمایا کرتے تھے ان کو فلاں فلاں سورت میں درج کر دو۔ ان باتوں کی موجودگی میں مسلمانوں کا ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے کہ یہ ترتیب توفیقی ہے۔ حضور ﷺ کے کاتبان وحی میں چند حضرات صحابہؓ کا ذکر ملتا ہے۔ جن میں خلفائے اربعہ بھی ہیں۔

سوال ۵۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں۔

(الف) عہد صدیقی میں قرآن مجید کی جمع و تدوین۔

(ب) قرآن کا انداز بیان۔

جواب: (الف)۔ عہد صدیقی میں قرآن مجید کی جمع و تدوین:

حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اگرچہ قرآن حکیم پوری ایک کتاب کی صحت میں نہ تھا بلکہ مختلف چیزوں پر لکھا ہوا موجود تھا۔ اسے ایک کتاب کی صورت میں مدون کرنے کی ضرورت حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں ہوئی۔ آپؓ کی خلافت کے دور میں مسلمانوں کی جنگِ میلہ کذاب کے ساتھ ہوئی جس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ چنانچہ اس کی سرکوبی کے لیے آپؓ نے ایک لشکر بھیجا جس میں اکثر حفاظِ قرآن بھی تھے۔ اس جنگ میں بیشتر حفاظِ قرآن شہید ہوئے۔ اگرچہ مسلمانوں کو فتح ہوئی تاہم مرکزِ خلافت میں اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں حفاظِ قرآن کے جانے سے قرآن مجید ضائع نہ ہو جائے۔

قرآن کی تدوین کا کام:

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کی تدوین کا کام مشہور قاری و حافظ صحابی زید بن حبت کے سپرد کیا جو مہرِ رسالت میں اکثر و بیشتر کتابتِ وحی کی خدمت انجام دیا کرتے تھے جس کو انہوں نے نہایت محنت سے بڑی خوبی کے ساتھ تکمیل کو پہنچا دیا۔ پھر قرآن کریم کا یہ نسخہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس رہا اور آپؓ کی وفات پر حضرت عمرؓ کے پاس آگیا اور حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت حفصہؓ کی تحویل میں آگیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں حضرت ام المومنین حضرت حفصہؓ سے اس مصحف کو منگوا کر اس کی متحد قلمیں مدنی عمرانی میں تیار کرائیں اور تمام قلمرو خلافت میں اس کے نسخے بھجوا دیئے۔

(ب) قرآن کا اندازِ بیان:

قرآن کا اندازِ بیان بے حد پدار اور دلکش ہے جو اسے پڑھتا ہے اس کی طرف سننے کے لیے مائل ہو جاتا ہے۔ اس کلام میں بلا کی تاثیر ہے۔ دل کی گہرائیوں میں اترتا ہے۔

## پوشیدہ مطالب:

اس کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں بے شمار معانی و مطالب پوشیدہ ہیں۔ اسی خاطر شروع سے تفسیر کرنے والوں نے، اس کی تفسیر لکھنے میں عمریں خرچ کر ڈالیں۔ اور یہ سلسلہ برابر چلتا جا رہا ہے۔ قرآن کا انداز بیان دنیا کی تمام دوسری کتابوں سے بالکل جدا ہے۔

## برہانست خطاب:

قرآن برہانست انسان کو خطاب کرتا ہے۔ اور اسے سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے۔ یہ کتب ہر قسم کی خامیوں سے پاک سمجھی گئی ہے اور اس کی تلاوت شروع سے مسلمان کثرت سے کرتے آئے ہیں۔

## برحق کلام:

یہ دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا برحق کلام ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں۔ سوال ۶۔ حدیث کے معنی بیان کریں۔ حدیث کی اپنی حیثیت کیا ہے؟

## جواب: تعارف حدیث:

## حدیث کے معنی:

قرآن کریم دین فطرت کی آخری اور مکمل کتب ہے۔ جو حضرت خاتم النبیین ﷺ پر بتدل کی گئی اور آپ ﷺ کو اس کتب کا مبلغ اور معلم بنا کر دنیا میں مبعوث کیا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کتب خداوندی کو اول سے آخر تک لوگوں کو سنایا، لکھوایا، یاد کرایا اور بخوبی سمجھایا۔ خود اس کے جملہ احکامات و تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر امت کو دکھایا۔

## قولی اور عملی تفسیر و تشریح:

حضور ﷺ کی حیات طیبہ حقیقت میں قرآن مجید کی قولی اور عملی تفسیر و تشریح ہے۔ اور آپ ﷺ کے انہی اقوال، اعمال و احوال کا نام حدیث ہے۔

## حدیث کا مفہوم:

عربی زبان میں لفظ ”حدیث“ وہی مفہوم رکھتا ہے۔ جو ہم اردو میں گفتگو کلام یا بات سے مراد لیتے ہیں چونکہ حضور ﷺ گفتگو اور بات کے ذریعے سے پیام الہی کو لوگوں تک پہنچاتے، اپنی تقریر اور بیان سے کتاب اللہ کی شرح کرتے اور خود اس پر عمل کر کے اس کو دکھلاتے تھے۔ اسی طرح جو چیزیں آپ ﷺ کے سامنے ہوتیں اور آپ ﷺ ان کو دیکھ کر یا سن کر خاموش رہتے تو اسے بھی دین کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ امور منسلک دین کے منافی ہوتے تو آپ ﷺ یقیناً ان کی اصلاح کرتے یا منع فرماتے اس لیے ان سب کے مجموعے کا نام احادیث قرار پایا۔

## حدیث کی دینی حیثیت:

حدیث شریف کا دین میں کیا درجہ ہے؟ اس کو ذہن نشین کرنے کے لیے حضرت محمد ﷺ کی حسب ذیل حیثیات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، جن کو قرآن پاک نے نہایت صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

۱۔ آپ ﷺ کی ذات قدسی صفات میں ہر مومن کے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ  
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَذِكْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب: ۲۱)

ترجمہ: رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے تمہارے لیے یعنی اس کے لیے جو ڈرتا ہو اللہ اور روز آخرت سے اور ذکر الہی کثرت سے کرتا ہو۔

۲۔ آپ ﷺ کی اتباع سب پر فرض ہے۔

فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ  
وَاتَّبَعُوهُ ۝ (سورۃ الاعراف: ۱۵۸)

ترجمہ: سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس بھیجے ہوئے نبی امی پر کہ جو یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو۔

۳۔ جو کچھ آپ ﷺ دیں اس کو لینا اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز رہنا ضروری ہے۔

وَمَا أَمَّاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (سورة الحشر: ۷)

ترجمہ: اور جو دے تم کو رسول ﷺ سولے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔

۴۔ آپ ﷺ کی اطاعت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (سورة محمد: ۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول ﷺ کے۔

۵۔ ہدایت آپ ﷺ کی اطاعت سے وابستہ ہے۔

وَأِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا (سورة النور: ۵۴)

ترجمہ: اور اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ۔

اتباع رسول ﷺ:

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ نے جس قدر امت کو ہدایتیں دیں، جو چیزیں ان سے بیان فرمائیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم کے ذیل میں جو کچھ ارشاد فرمایا، جن چیزوں کو حلال اور جن کو حرام ٹھہرایا، باہمی معاملات و قضا میں جو کچھ فیصلہ فرمایا، ان سب کی حیثیت دینی اور تشریعی ہے۔ یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی پوری زندگی امت کے لیے بہترین نمونہ عمل ہے۔ جس کے اتباع اور پیروی کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت ہر امتی پر فرض ہے جو آپ ﷺ حکم دیں اس کو بجالانا اور جس سے منع کریں اس سے رک جانا، ہر مومن کے

لیے لازم اور ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ آپ ﷺ کی اطاعت ہی حقیقت میں حق تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں تصریح ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (سورۃ النساء: ۸۰)

ترجمہ: اور جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔

جامع کلام:

یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی بات ماننا فرض اور ضروری ہے اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی بات ماننا بھی لازمی اور حتمی ہے۔ ظاہر ہے کہ جملہ احکام دین کے حلقہ کلی احکام قرآن مجید میں موجود ہیں۔ لیکن ان احکام کی تشریح، ان کی جزئیات کی تفصیل اور ان کی عملی تکمیل رسول کریم ﷺ کے اقوال و اعمال اور آپ ﷺ کے احوال کے جانے بغیر ناممکن اور محال ہے۔

سوال ۷۔ تدوین حدیث کے تینوں ادوار کا تفصیلی ذکر کریں۔

جواب: تدوین حدیث:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بعض صحابہؓ نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں حدیثیں لکھی تھیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے بھی بہت سے احکام و ہدایات کو قلم بند کروایا۔  
تدوین کا آغاز:

یہ حقیقت خوب واضح ہے کہ تدوین کا آغاز عہد رسالت ہی میں ہو گیا تھا نہ کہ دوسری صدی ہجری میں جیسا کہ مستشرقین کہتے ہیں۔

صحیفوں کی تیاری:

اسلام کے ابتدائی عہد میں احادیث نبویہ ﷺ پر مشتمل جو صحیفے لکھے گئے ہمارے پاس ان کا تاریخی ثبوت موجود ہے۔

صحیفہ صادقہ :

ان صحیفوں میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا صحیفہ صادقہ بہت مشہور ہے۔

صحیفہ علیؑ :

اسی طرح حضرت علیؑ کا صحیفہ بھی تھا۔ جس میں بہت سے احکام و مسائل درج تھے

صحیفہ ابی ہریرہؓ :

اس سلسلے میں سب سے بڑی اہمیت صحیفہ ابی ہریرہؓ کی ہے جو ابو ہریرہؓ سے ان کے عزیز شاگرد ہام بن منبہؓ نے روایت کیا ہے۔ یہ صحیفہ تدوین حدیث کے سلسلہ میں اس لیے اہمیت کا حامل ہے کہ بہ تمام و کمال اسی طرح ہم تک پہنچ گیا ہے جس طرح ہام نے اسے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا اور پھر اس کو مرتب کیا تھا۔ اس صحیفہ کی کھوج کھاج اس طرح نکالی گئی کہ چند سال پہلے دو مخطوطے دستیاب ہوئے۔ ایک برلن میں اور دوسرا دمشق میں جن میں کوئی بھی فرق نہ تھا۔ جبکہ یہ صحیفہ مسند امام احمد میں مکمل طور پر محفوظ ہے نیز اس کی بیشتر احادیث صحیح بخاری کے متعلقہ ابواب میں موجود ہیں۔

عصر حاضر کی تحقیقات :

اسی طریقہ سے عصر حاضر کی تحقیقات نے حضرت محمد ﷺ کے متعدد خطوط و مآثورات منکشف کر دیے ہیں جن میں مقوقس، معر اور نجاشی کے نام لکھے گئے دعوت نامے مشہور ہیں۔  
تدوین حدیث کا دور ثانی :

بہر حال یہ ایک واقعہ ہے کہ پہلی صدی ہجری میں تدوین حدیث کا آغاز ہوا۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عام طور پر اہل عرب جو ہر چیز کو زبانی یاد رکھنے کے عادی تھے۔ انہیں لکھنا بڑا گراں گزرتا تھا جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ عربوں کا حافظہ فطرتاً نہایت قوی تھا۔ اور وہ جو کچھ لکھتے تھے اس سے مقصود صرف اس کو ازبر کرنا ہوتا تھا۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ کی خدمات:

ابھی صدی ختم نہ ہونے پائی تھی اور صحابہ کرامؓ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے کہ سن 99 ہجری میں جب خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ نے دیکھا کہ متبرک صحابہؓ سے دنیا خالی ہو رہی ہے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ ان حفاظ اہل علم کے لٹھنے سے کہیں علوم حدیث نہ اٹھ جائیں۔

احادیث نبوی ﷺ کو جمع کرنا:

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ نے فوراً تمام ممالک کے علما کے نام فرمان بھیجا کہ احادیث نبوی ﷺ کو تلاش کر کے جمع کر لیا جائے۔ پس اس حکم کی تکمیل میں کوفہ کے امام شعبیؒ مدینہ کے امام زہریؒ اور شام کے امام کھولؒ کی تصانیف وجود میں آئیں اور وہ اس عہد خلافت کی یادگار ہیں۔ اسی طرح پہلی صدی کے آخر میں کبار ائمہ تابعین نے جمع و تدوین حدیث میں بھرپور حصہ لیا۔

فتاویٰ اور اقوال مرتب کرنا:

دوسری صدی ہجری میں اس سلسلے کو اتنی ترقی ہوئی کہ احادیث نبویہ تو ایک طرف، صحابہؓ اور اہل بیتؓ کے آثار اور تابعین کے فتاویٰ اور اقوال تک، ایک ایک کر کے اس عہد کی تصانیف میں مرتب و مدون کر لیے گئے۔

جامع کتب کی تیاری:

ان تصانیف میں سب سے نامور امام ابو حنیفہؒ کی کتاب ”الاسنار“ امام مالک کی ”موطا“ اور امام سفیان ثوریؒ کی ”جامع“ ہیں۔ اس صدی میں فقہ حنفی اور فقہ مالکی کی تدوین ان احادیث و آثار کی روشنی میں مکمل ہوئی کہ جس پر صحابہؓ اور تابعین کا عمل درآمد چلا آتا تھا۔

تدوین حدیث کا دورِ ثالث:

تیسری صدی ہجری میں علم حدیث کا ایک شعبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ محدثین نے طلب حدیث میں دنیائے اسلام کا گوشہ گوشہ چھان مارا اور تمام منتشر اور پر اگندہ روایتیں یکجا کیں۔ مستند حدیثیں علیحدہ کی گئیں۔ صحت سند کا التزام کیا گیا۔ اسماء الرجال کی تدوین ہوئی۔ جرح و تعدیل کا

مستقل فن بن گیا۔ اور صحاح ستہ جیسی بیش بہا کتابیں تصنیف ہوئیں۔ ذیل میں صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین فہرست کے طور پر درج ہیں۔

### صحاح ستہ

۱۔ صحیح بخاری: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ۔ (ف 256 ہجری)

| صحیح بخاری |                                           |
|------------|-------------------------------------------|
| کمل نام    | امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ  |
| پیدائش     | 809ء بمطابق 13 شوال، 194ھ بخارا، ازبکستان |
| وفات       | 869ء بمطابق 256ھ                          |

۲۔ صحیح مسلم: امام مسلم بن حجاج بن مسلم قشیریؒ۔ (ف 261 ہجری)

| صحیح مسلم |                                  |
|-----------|----------------------------------|
| کمل نام   | امام مسلم بن حجاج بن مسلم قشیریؒ |
| پیدائش    | 821ء بمطابق 206ھ نیشاپور، خراسان |
| وفات      | 875ء بمطابق 261ھ                 |

۳۔ جامع الترمذی: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ۔ (ف 279 ہجری)

| جامع الترمذی |                                                                                       |
|--------------|---------------------------------------------------------------------------------------|
| کمل نام      | امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ                                                 |
| پیدائش       | 825ء بمطابق 210ھ<br>یوفی میں پیدا ہوئے جو ترمذ کے قریب دریائے جیمول کے کنارے واقع ہے۔ |
| وفات         | 892ء بمطابق 279ھ                                                                      |

۳۔ شرف الی دلاؤن: نام ابو داؤد سلیمان بن اشعث۔ (ف 275 ہجری)

| شرف الی دلاؤد |                             |
|---------------|-----------------------------|
| مکمل نام      | نام ابو داؤد سلیمان بن اشعث |
| پیدائش        | 817ء بمطابق 202 ہجری        |
| وفات          | 888ء بمطابق 275 ہجری        |

۴۔ شرف القسائی: نام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی القسائی۔ (ف 303 ہجری)

| شرف القسائی |                                                |
|-------------|------------------------------------------------|
| مکمل نام    | نام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی القسائی |
| پیدائش      | 829ء بمطابق 214 ہجری                           |
| وفات        | 915ء بمطابق 303 ہجری                           |

۶۔ شرف النجاشی: نام ابو عبد اللہ محمد بن زید النجاشی القزوی۔ (ف 273 ہجری)

| شرف النجاشی |                                             |
|-------------|---------------------------------------------|
| مکمل نام    | نام ابو عبد اللہ محمد بن زید النجاشی القزوی |
| پیدائش      | 824ء بمطابق 208 ہجری                        |
| وفات        | 887ء بمطابق 273 ہجری                        |

اصول ہدیہ:

مدرجہ ذیل چار کتابیں فقہ جفریہ کی مستند ترین ذخائر محبت ہیں۔

۱۔ الکافی: ابو جعفر محمد بن یعقوب القمینی۔ (ف 339 ہجری)

۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ: ابو جعفر محمد بن علی باقر۔ (ف 381 ہجری)

۳۔ لا تباعد۔ ابو جعفر محمد بن الحسن الطلوی۔ (ف 460 ہجری)

۴۔ تہذیب الامام۔ ابو جعفر محمد بن الحسن الطلوی۔ (ف 460 ہجری)

سوائے یہ صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین کے نام مع ان کی سن وقات لکھیں۔

جواب: صحاح ستہ:

۱۔ صحیح بخاری: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔ (ف 256 ہجری)

۲۔ صحیح مسلم: امام مسلم بن صالح بن مسلم قشیری۔ (ف 261 ہجری)

۳۔ جامع الترمذی: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی۔ (ف 279 ہجری)

۴۔ سنن ابی داؤد: امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث۔ (ف 275 ہجری)

۵۔ سنن النسائی: امام ابو عبد اللہ حسن احمد بن شیبہ بن علی النسائی۔ (ف 303 ہجری)

۶۔ سنن ابن ماجہ: امام ابو عبد اللہ محمد بن زید ابن ماجہ القزوی۔ (ف 273 ہجری)

۹۔ اصول ابی یوسف اور ان کے مؤلفین کے نام مع ان کی سن وقات لکھیں۔

جواب: اصول ابی یوسف:

مندرجہ ذیل چار کتابیں فقہ جعفریہ کی مستند ترین ذخائر حدیث ہیں۔

۱۔ الکافی۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب الکافی۔ (ف 339 ہجری)

۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ۔ ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ قمی۔ (ف 381 ہجری)

۳۔ لا تباعد۔ ابو جعفر محمد بن الحسن الطلوی۔ (ف 460 ہجری)

۴۔ تہذیب الامام۔ ابو جعفر محمد بن الحسن الطلوی۔ (ف 460 ہجری)

۱۰۔ خطبہ جمعہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کی شامل کردہ آیت قرآنی کی تشریح

کیجئے۔

جواب: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (سورۃ نمل: ۱۰)

ترجمہ: اللہ حکم دیتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا۔

تشریح:

آیت کے اس حصہ میں عدل و احسان کا حکم دیا گیا ہے۔ عدل کے معنی انصاف کے ہیں یعنی کسی کو اس کا پورا حق ادا کرنا اور احسان یہ ہے کہ کسی سے اس کے حق سے بڑھ کر مروت اور نیکی کرنا۔ اس آیت میں جہاں لین دین کے معاملے میں انصاف کرنے کا حکم موجود ہے وہاں سب عقائد، اخلاق اور اعمال کے معاملے میں بھی انصاف کا حکم دیا گیا ہے۔ اس پوری آیت میں تمام بھلائیوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اس لیے اس آیت کی جامعیت کے پیش نظر حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اس آیت کو خطبہ جمعہ کے آخر میں شامل کر دیا تھا۔